رسالہ
عَلَمِ عِلم
۱۸۸۸ء

مخصوص کارڈ :-

مصنف :- دلشاد (رام پو

عنوان :-

ترتیب :-

اردو مضامین ۔

# علمِ علم

## نمبر ۱

یعنی

# رسالہ

بغرض رفاہ و ترقی کشورِ ہند

انجمنِ علم دوست کے جانب سے بلاقیمت شائع ہوا ہے

مطبع مراۃ الہند مونگیر

مین چھاپا گیا

سنہ ۱۸۷۸ء

طبع اول........... ۲۵۰ جلد

## مضمون ۲

## منزل مقصود کی راہین

اکثر اوقات جب کبھی ہم مجموعۂ خلقت کی زندگانی کی سیر کرتے ہین
تو اکثرون کے وہ روزانہ جد و جہد سعی و کوشش محنت و مشقت
حیرانی و جانفشانی جو اغراض مطالب قلبی کے حصول کے لئے حقیقتاً نہایت
زبردست زود اثر و بار آور رسائل ہین اور بعضون کی وہ دلیرانہ ہمت
و شجاعت جرأت و علو العزمی جو ارادہ خواہش دلی کے کامیابی کے
واسطے نسبکہ زور آور اور مستحکم ذریعے ہین چندان بکار آمد اور موثر
نہ ہونا لاسود تگ و دو مین حیران و پریشان ہونا مفت محنت سے لذت
اوٹھانی رائگان ہمت و شجاعت کا دم بہرنا اسقدر ہمین بحر تفکر مین غوطہ
زنی پر مجبور نہین کرتا کہ نہ تہہ دریا کا پتا لائے ہم باہر آوین اور نہ در بے بہا حقیقت کے
بہم پہونچائے ساحل غم سے کنارہ کرین
مدتون گذری کہ یہ مقدمہ فیصل ہو چکا ہے - اور یہہ امر ثابت ہو چکی ہے

کہ محنت کی مزدوری ضرور ملتی ہے اور ہمت کی اجرت رائگان نہین جاتی
لیکن مقام حیرت بلکہ تاسف کا ہے کہ عوام الناس مین باوجود ہونے
اوصاف بار کشتی برداشت محنت صبر و سکون جانبداری و دلیری اور
جوش و خروش جسکی نظیر و ثانی نہین جسکے ساتھہ اون بزرگونکی
خوبیان بھی جو سر بفلک ہو گئے ہین ہم وزن ہوے ہین کسیقدر
کوتاہی کرتی ہین وے سب ایسی گورکہ دہندہ ہی مین پڑے
ہین کہ اونھین ہنوز منزل اول ہے ایسے اولجھاؤ مین پھنسے ہین کہ جسکا سلجھانا
دشوار ہے

بلحاظ اس امر کے کہ وہ ایک ہی شئے ہے کہ جسکی دستگیری سے ایسی ایسے
ناتوان کہ جنکے کھڑے ہونے کی امید اونکی آغاز زندگی مین پائی نہین
جاتی تھی ایسے مرد میدان نبرد ہوے کہ جنکی شمشیر عظمت کا ایک جہان
لوہا مانتا ہے اور جسکی امداد سے ایسی ایسے صاحب دل اور شجاع جنکا
آغاز حالم بہر طور سر فرازی اور رایۂ بلندی کا سند دکھلاتا تھا
ایسے اسیر پنجہ مین پڑے کہ جس سے رہائی معلوم اسکے سبب سے ہم اور
کچھہ بھی اسکے سوا نہین دی سکتے کہ ضرور خاص یہی وہ وجہہ ہین جو ترقی
درجات کی سد راہ اور اغراض مطالب کی ناکامیابی ہین مجمع خلایق کو

غلام بے دام نثار کھی ہین - جس سے ہمارا مطلب سرنوشت خوشی
اور غیر متعین زندگی ہے

عوام الناس محنت اور مشقت سے دل نہین چُراتے جد و جہد
مین نہین چوکتے - ہمت اور جُرأت نہین ہارتے - لیکن صرف احتیاج
مآل اندیشی اونکی ساری جانفشانیونکو رائگان برباد کر دیتی ہے
عالمہ خلائق سے جو دنیا مین پہلے پہل قدم رکھتے ہین تو اونمین بعض ایسے
ہوتے ہین کہ بلا سوچے اس امر کے کہ ہم اپنی زندگی عزیز کو جو حقیقتاً مستعار ہے
مدام باین ہیئت رہنے کی نہین جسطرح آج اوسکی ترقی ہے اوسیطرح کل اوسکی
تنزلی بھی ہے کونسا عمدہ اور مفید تر کام مین لگاوین کہ جسکے اثر کا دائرہ ہزارون
کامون کے احاطہ پر محیط ہو یعنے ایک کام کرنے سے وہ اُجرت حاصل
ہو جو اورون کو ہزارون کام کے انجام دینے پر شاید ملے اندہا دہند
جو کام نظر پڑتا ہے اوسمین مشغول ہو جاتے ہین جو سامنے آجاتا ہے
اوسکا دم بہرنے لگتے ہین - بلالحاظ اس دور اندیشی کے کہ جو کام بروقت
غیر تعمیل و نامکمل اور ہنوز ناتمام باقی ہے اوسے پورا کرلین دوسرے
جانب بھی مخاطب ہو جاتے ہین - غرض یہہ کہ جو روبرو آیا البشرطیکہ دلربا
ہوا اوسپر جان نثار کرنے لگے اور اسبات کا مطلق پرواہ نہین کہ
ہمنے جسکا ہاتہہ قبل پکڑا ہے اوسکی نباہ پہلے تو کرلین اور اس سبب سے

رفتہ رفتہ ارزوونکا ہجوم اور کامون کی کثرت ہوجاتی ہے اور پہر ایسا اولجہہ پڑتا ہے
کہ جسکا سلجہنا عمر نوح کی کمک چاہتا ہے ساری زندگی اسی بکہیڑے کی تصفیہ
مین بغیر فیصلہ کیئے گذر جاتی ہے اور مرتے دم ہزارون ارمانونکو خاک مین ملا کر کف
حسرت ملواتی ہے تقاضائے حسرت کے ماری جان وجسم کا رشتہ ٹوٹنا
محال ہوجاتا ہے اُدہر قضا گلوگیر ہوتی ہے اُدہر ارمانین پانون کی زنجیر
ادہر وہ کہینچتی ہے اودہر وہ — اس کہینچ تان مین دم گہٹنے لگتا ہے انکہونمین
آنسو بہر آتی ہے غرض تڑپ تڑپ کر روح قالب خاکی سے پرواز کرتی ہے
اور بعض اونمین ایسی ہین کہ گو مرجع زندگی اونکا ایک نہ ایک ظرف معین ہے
لیکن سپردست کی خوشی اونکے انکہونمین ایسی پٹیان باندہ دیتی ہے کہ مرتے
بھی ساری زندگی کولہو کے بیل کے طرح دائرہ سے باہر نہین آتے
جب کبہی عبرت دامنگیر ہوتی ہے خون جوش کرتا ہے تو چاہتے ہین کہ
ایکدفعہ ہمت کر رسیون کے بند توڑ کر چہلانگ مارتے چل نکلین کہ وہین
سپردست کی خوشی آن پہونچتی ہے چمکارنے لگتی ہے — پیٹہون پر
ہاتہہ پہیرتی ہے — بدن سہلاتی ہے — نہایت شفقت سے گلے لگاتی ہے
جس سے وہ سب جوش وخروش ہوا ہوجاتا ہے — غرض یہہ زن رہزن
رہروان جادہ مطالب کو ہزارہا نیرنگ سازی وکرشمہ پردازی فریب
دیتی ہے ظاہر اجانثاریان دکہلا دکہلا اور خدمتین کر کر لوبہاتی اور

مست کرتی ہے اور جب وے سرور مستی سے سرشار و مدہوش
ہو جاتے ہین تب در پردہ اون کے جیب مین ہاتھہ ڈالتی ہے
اور نقد جوش و خروش دلیری اور مردانگی کو جر الیتی ہے اور
پھر اونہین ایسی ذلت و خواری کے ساتھہ نکالتی ہے کہ ہمارے ایسے
ایسے لوگ اونپر آنسو بہاتے ہین — اسلیئے اون صاحبونکو
جنکی مرجع زندگی محض غیر تعین ہے — نا استقلالی نے جنہین ایسا
ناتوان و ضعیف بنا رکھا ہے کہ اونکے قدم ایک جا نہین جمتے — اور
حوادث دوران کی جھکور جو باد شمالی کا سامنا کرتی ہے و طغیانی
ہجوم آرزوئے لونہو جو سیلاب طوفان افزا سے کم نہین ہمیشہ
جنکی مزاج کو منتشر اور طبیعت کو طلاطم مین سرگردان رکھتی ہے
لازم ہے — کہ قبل اسکے کہ کسی کام مین ہاتھہ ڈالین اپنے مرجع زندگی
کو کسی خاص ایسے آرزو کے کامیابی پر جو کہ نے بہا نتیجہ بعد
ہزاروں آزمایش و امتحان کے کھرے نکلے ہون قایم کرین اور
نہایت مستقل مزاجی اور ثابت قدمی سے اوسمین کوشان ہون
اور یہہ عہد مصمم کرلین کہ اثنائے راہ مین گو لاکھون خار جگر فگار کفش
پائے ہمت کو غربال کرین اور گو درندے و گزندے ہمارے سد
راہ ہون پر ہرگز اپنے عزم جزم سے منہ نہ موڑینگے اور یہہ ٹھان

لین گے گو مہرویان حسین و محبوبان مہ جبین ہزار نازو اداد کھلا دین
اور لاکھ سحر و افسون پڑہین۔ لیکن سوا اپنے لیلی شمائل کے
کسی شیرین خصائل پر دل نہ دوڑا ئینگے یعنے گو اوسی آرزو سے
جسپر زندگی کا مرجع ہے اور دوسری آرزوئین اوس سے زیادہ
مفید اور فرح بخش دلمین پیدا ہون۔ لیکن اوس سے دیدہ ودانستہ
رخ پھیر لین اور گو آرزوئے معین کے کامیابی مین بیشمار تکلیفین
بھی جھیلنی پڑین تو بھی اوس سے باز نہ آوین دنیا کے کسی دلربا خوشنما
اور پسندیدہ چیزون کی آرزو کو اوسپر ترجیح نہ دیوین اور کسی
خوف و رنج و بیم و الم کو اوس سے بڑہکر نہ تصور کرین جو کہین خدانخواستہ
اوسکی ناکامیابی کے بعد نصیب دشمنان ہووے

دریں رہ حاصلی جز بیدلی نیست
و دل بودن بجز بیحاصلی نیست

اور وے صاحب جو سرمست کی خوشی کم شاد ہر آیندہ کی خرمی جاوید
(یعنے کمالیت) کو ایک عالم جیسے دور سے دیکھکر ترستا ہے تصدق
کرتے ہین کہ ظرفون کی مانند ایک جام مین چھلک جاتے ہین سرمست
کی خوشی جنپر یہہ منتر پڑہ پڑہ پھونکتی ہے کہ ای یار وفادار ناحق کیون
خوشی آیندہ کی امید پر مرتا ہے وہ ہماری بڑی بہن ہے۔ مکان

اوسکا بہت دور ہے — راہین دشوار ہین — وہ بڑی دماغدار ہے

بڑے بڑے لوگ جو شب و روز اوسکے در پر جبہ سائی کرتے ہین

اونہین بھی خیال پر نہین لاتی تو پھر تو کس قطار و شمار مین ہے

ہزارون اوسکے وصال کی تمنا مین مدتون خاک چھانتے پھرے

عوام کے طعن و تشنیع ندامت و ملامت سہی — دیوانہ اور مجنون کے

لقب سے ملقب ہوے مگر تا دم مرگ بھی اوس سے ہمکنار نہ ہوے —

ساری حسرتین ساتھ لے گئے — ہمارے وصال سے بھی محروم گئے

نہ ادہر کے رہی نہ اودہر کے رہی — حکیمون نے کہا ہے کہ تماشاے گذشتہ

خواب ہے — اور اُمید آیندہ خیال — فکر موجودہ ہر بشر کو واجب ہے —

## دلشاد

یہہ صحبت مغتنم ہے بادہ نوشونکی اری ساقی
نہ شاید دیدۂ نقش کف پا کاسۂ جم ہو
غنیمت ہے میسر آج جو یہہ شادمانی ہے
خدا معلوم کل دلشاد کیسا رنگ عالم ہو

اونہین بھی واجب ہے کہ اسکے مکر و فریب کے جال مین نہ پھنسین اسکے حسن و

جمال پر فریفتہ نہ ہووین اسکے عشوہ و غمزہ پر شیفتہ نہ بنین — نگاہونکو

اوج پسندی اور کمال بینی کی عادت دلاوین — جہانکی خوشی و خورمی

عیش و عشرت جو سامنے موجود ہون اور جسپر بالکل اپنا قبضہ ہو سہو لنے
ایک لخت ہاتھ اوٹھاوین ہمجلسون اور ہمعصرونکو اوس سے لطف اوٹھاتے
دیکھین لیکن آپ اوسپر دل بنچلاوین چھاتی پر پتھر رکھہ اپنے امید دلی
کی تلاش مین چلے چلین اور گو راہ مین گلستان پُر فضا اور بوستان
خوشنما ملین جہان ہر نوعہ کے سامان عیش و عشرت مہیا ہون۔ ہوائین
ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہون۔ نسیم عطر بیز نے سارا صحن گلستان کو معنبر کر
رکھا ہو۔ مرغان چمن خوش لحن کی صدا میٹھی اور سریلی چلی آتی ہو۔
گلعذارون اور لالہ رخون کے جابجا جمگھٹے ہون سنبل پیچان و فور مستی سے
بصد ناز و ادا بال کھولے لہرا رہی ہو نرگس نیمخواب غنچہ و گل کے جمال پر ہمہ تن
چشم نگران ہو۔ تو بھی وہان بنظر تفریح طبع ایکساعت دم نہ لین دور سے
تماشا دیکھتے آگے بڑہین اور جبتک حد منزل مقصود کے اندر قدم نہ رکھین
کمر ہمت نکھولین اور ہر دم اس شعر کو ورد زبان رکھین +

## شعر

وہ ہین اے خضر ہم یان تشنہ آب چشمہ حیوان
پئین پانی نہین گو دم حباب آسا روان ہووے

فقط

## مضمون ۲

ایام برشکال میں ایک دن میں علی الصباح خواب غفلت سے بیدار ہو کر تن تنہا
بنظر تفریح طبع گھر سے باہر نکلا — پانی برس کر چھوٹ گیا تھا — باد صبا
ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی تھی — آسمان پر جا بجا لکہ ابر نمایاں تھے —
رہ رہ کر بجلی گوندتی تھی — ابر شفق آلودہ کی سرخی اور سبزہ زار کی
سبزی عجیب بہار دکھلا رہی تھی — نہایت کیفیت کا سماں بندھا
تھا — لیکن چونکہ طبیعت اپنی قبل سے ناموافق تھی صورت بہار
بھی آنکھوں میں خار آسا کھٹکنے لگی بقول دلشاد ؎ ہے بہارِ تجران
جب دل ہے اپنا باغ باغ ٭ ورنہ ہے ہر تختۂ گل سینہ پر داغ داغ

اب‌ہی سنئے جوہری اور دون ہمتی پہ مانند ابر نوبہار کے روتا تہا اور ٹھنڈی ہی
سانسیں بہر بہر کر حسب حال ان اشعاروں کو موزون کرتا تہا ؎

حیف ای دلشاد تجہپر حیف ہے + حیف ای برباد تجہپر حیف ہے
حیف ہے اس نوجوانی پر تیرے + حیف ہے اس زندگانی پر ترے
یہہ جوانی اور یہ حالت زبون + تف ہے تیری حال پر ای سرنگون
ہائی کچہہ دلمین ترے عبرت نہین + ہائی کچہہ جی مین تیرے غیرت نہین
شرم کچہہ تجکو نہین آے بدنما + کچہہ حیا تجکو نہین ای بے حیا
حُسن ہی نازان تو کہہ ای بے تمیز + حُسن پہ ہے شادان تو کہہ ای نمیز
ہی تو کس علم و ہنر سے بہرہ یاب + کہہ بہلا مجہسے تو ای خانہ خراب
آدمی ہو کر کے ای ناکام تو + ناحق انسان کو کیا بدنام تو
در حقیقت تو نہین انسان ہے + قالب انسان مین حیوان ہے
ہے محض ناکارہ تو اے بی خبر + تجہسے بہتر ہی کہین یہہ گاؤ خر
فائدہ کیا تو اگر پیدا ہوا + فائدہ کیا تو اگر زندہ رہا
ہی ترے حق مین یہی اک خوب بات + ڈوب مرجا گر کہین آوے ہیات
ہائی کچہہ تجہکو نہین ہوتا ہے رشک + اک ذرا گرتا نہین آنکہو نسی اشک
دیکہہ بہر فن کو تو ای بے تمیز + کیسے کیسے وے ہوے ہر دل عزیز
کوئی ہوا شہ اور ہوا کوئی وزیر + تو گدا سے بہی رہا لیکن حقیر

کوئی تونگر کوئی ہوا اہل نعم + تو رہا مفلس غریب پر الم +

کوئی ہوا ماسخ ہوا کوئی قلق + یاد پر تجکو نہین پہلا سبق +

کوئی ہوا بلبل صفت یان نغز باغ + پر رہا تو روسیہ ہمشکل زاغ

کوئی ہوا ہمرتبہ چرخ بریں + نسبت لیکن تو رہا مثل زمین

مرحبا کوئی ہمسر افلاک ہے + حیف تجھپر پائمال خاک ہے

اسی روش سے اپنے حال پر نفرین ادہر اودہر پہر رہا تھا کہ ناگہان خضر علیہ السلام سامنے سے نمودار ہوے جب قریب پہونچے مین نے جہککر سلام کیا حضرت نے فرمایا اے دلشاد خیر تو ہے آج کیون اس شکل یاس سے حواس اس میدان مین پہر رہا ہے مین نے کہا سنو پوچھو عاشق جانباز سے غم ہجران + بلا سکو نہ اگر اوسکے یار جانی سے + آپ نے فرمایا بتا و ہمکو کس غار الم کا دلمین ہے کھٹکا + کہ ہوش ہے فاختہ اوترا ہے منہ اور ہے بدن جھٹکا + وہ کون عقدہ لاحل ہے کہ ناخن تدبیر سے نہین کھلتا اور کون بار گران سنگ ہے جو ترازوے بازو سعی مین نہین تلتا تب مین نے ایک البم اپنے حافظے کے بالک سے نکالکر دکھلایا جسکے ہر ایک ورقون پر تصاویر گوناگون و نقوش بوقلمون شاہان عالی ہمم و دبیران اہل قلم و مردان اہل شمشیر و ہنرمندان باتدبیر ہر دیار و امصار کے منقوش تھے اور ہر تصویر کے

ذیل ہین چند سطرین بعضو نمین بخط جلی اور بعضون پر بخط خفی اُسکے
حسن وقبح خصائل ستودہ اور خوبی صفات حمیدہ کے باب مین مرقوم
تھین اِس البیم کے دیکھتے ہی وہ نہایت خوش ہوئے اور رخبندہ
لبی فرمانے لگے کہ شاباش مرحبا تو نے اس البیم کی قدر جانی
تو نے اسکو اس حفاظت وصفائی کے ساتھہ رکھا ہے کہ آب و
تاب اوسکی بعینہ روز اول ہے ہمنے اس قسم کے البیم سیکڑون کے
پاس دیکھے ہے۔ لیکن یاین آب وتاب وصفائی کہ تو رکھتا ہے ہرگز کسی کے
پاس موجود نہین بعضون کے البیم سراپا ابتر ہو گئے ہین اوراق اوسکے
برگ خزان دیدہ کے مانند پریشان ہو رہے ہین بعضون کے البیم محض
گندے اور خراب ہو رہے ہین سطور مندرجہ ذیل کو جابجا سے ہلو کے
کیڑے کھا گئے ہین بخوبی پڑہے نہین جاتے تب پھر مین نے ایک ایک
ورق کو الٹ پلٹ کر دکھلانا شروع کیا اخیر کے صفحہ پر یہی دو اشعار لکھے تھے

سعدیا مرد نکو نام نمیرد ہرگز ✦✦
مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نہ برد ✦

دلشاد۔ بشکل خضر ہی زندہ جو نیک نام ہوا
کہ بید اِدھنیا مین بد خو ہوا ہوا نہ ہوا ✦✦✦

ان اشعار و نیز جو ہین اپنی نگاہ پڑی زار زار رونے لگا چشم حسرت سے

کبھی بائین جانب اور کبھی داہنے طرف دیکھتا تھا۔ جی سنسنانے لگا حالت غیر ہو چلی تب اوس پیر روشن ضمیر نے ہاتھ پکڑ کر کھا اب اور زیادہ اپنی حالت تباہ مت کر چل کچھ ہاتھ تجھے قدرت کبریا کا تماشا دکھلائین۔ جب ہم دونون کچھ دور سامنے سے نکل گئے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا سرا با وہ پہاڑ جنگل وجھاڑ سے ڈھکا تھا دامن کوہ مین ایک چشمہ تھا لب چشمہ ایک سنگ سفید پر بخط سبز یہہ عبارت لکھی تھی کہ اے مسافر اگر تو نے اس منزل کو مشرف کیا ہے تو جان کہ ہمنے بھی اپنے مہمان عزیز کے لئے سامان مہمانی بہر صورت بہتر کیا ہے لیکن شرط یہہ ہے کہ سر بازی کرکے پانوٴن اس چشمہ مین ڈال دے اور جان سے ہاتھ دھو کر اس مین تیر جب اس چشمہ کے پار پہونچے پہاڑ کے نیچے ایک شیر پتھر کا تراشا ہوا رکھا ہے اوسے کاندھے پر رکھکر ایک حملہ مین پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ اور کسی درندے وگزندہ سے جو تیرے ہلاکی کو موجود ہون خوف نہ کھا اور اثنائے راہ مین جو خار جگر فگار دامنگیر ہو اوس سے نڈر دلیرانہ اپنا کام کرتا چلا جا پھر دیکھہ تو پردہ غیب سے کیا ظہور پاتا ہے

> چلے نہ راہ تو کب پہنچے بر سر منزل +
> نہ پاوے موتی جو روتا ہو بر لب ساحل +
> پکڑ تو قلعہ ہمت جو چاہے اک خرمن +

کہ ایک جو بھی میسر نہ ہو جو ہو کاہل + +

اور وہان پر دو برادر توام ایک کا نام ناز دوسرے کا نام نیاز تھا
گھڑے تھی اور اس نوشتہ کو پڑھکر آپسمین دونون سخن انداز تھے —
نیاز نے کہا کہ برادر کیا دیکھتا ہے آکر اپنے کو اس دریائے ناپیداکنار مین
ڈالین اور دست ہمت سے اس طلسم کو توڑین — ناز نے کہا کہ اے بھائی ہم
بیچارے غریب الوطن کو کیا کام کہ اس طلسم وسحر کے پیچھے پڑین اور ناحق دیدہ
ودانستہ ورطۂ بلامین ہلاک ہووین ہم مین نہ اتنی جرات ہے کہ اس دریا کو
تیر کر عروس مدعا سے ہمکنار ہووین نہ اتنی جرات ہے کہ اس شیر سنگین
کو اوٹھا سکین **شعر** وہ ہم نہین کہ ہمین ہووے یہہ خیال محال *
کرے نہ مینڈک تالاب قصد قلزم شور * نیاز بولا کہ سرانجام ہونا کار دشوار
کا زور بازو پر تعلق نہین رکھتا بلکہ تدبیر درست اور ہمت چست درکار ہے

اگر ہو بخیہ عقل و تمیز رائے درست *

تو شک نہین کہ لگے آسمان مین پیوند *

جب ہووے بازوئی ہمت قوی بچشم زدن

ہزارون آہوئے رم کردہ ہووین زیر کمند

جسنے کہ بزور ہمت درجہ بلند پایا اگرچہ مانند پھول کے زندگی اوسکی
محض تھوڑی ہے لیکن عقلمندون کی نزدیک عمر اوسکی دراز گنی جاتی ہے

اور جینے کہ پست ہمتی کو راہ دی مثل ببول کے اگرچہ بہت دنون تک زندہ رہا لیکن اہل خرد کے نزدیک اعتبار سے خارج اور حساب سے باہر ہے ✣

ناز بولا کہ خدا نے ہر کسیکو ہر کام کے واسطے پیدا کیا ہے کام ہر مرد کا جدا اور مرد ہر کام کا جدا ہوتا ہے طلب مرتبہ کا اونکو چاہئے جو شرف فضیلت و بزرگزادگی و استعداد و استحقاق اوسکا رکھتے ہون سے وہ چال چل کہ حد سے نہ باہر قدم پڑے ✣ رفتار ہنس کب آہی ادا ہائے زاغ سے ✣

نیاز نے کہا کہ بزرگی اور لیاقت ہمت اور عقل و ادب پر موقوف ہے نہ حسب و نسب پر جو کوئی عقل صافی اور ہمت کافی رکھتا ہے پاے خسیس سے مرتبہ شریف کو پہونچیگا اور جو کوئی راے ضعیف اور ہمت نحیف رکھتا ہے وہ بیشک آسمان سے زمین کو گریگا ✣

ناز بولا راحت و آرام پر رنج و الام کو قبول کرنا ہرگز کام عقلمند و نکا نہین ہے شکر خداوند کریم کہ بخیر خوبی سفر سے وطن کو پھر چلے جاتے ہیں ناحق راہ چلتے مصیبت مین گرفتار ہونا خوشی خوشی بخوشی درد سر مول لینا حرکت مجنونانہ سے خالی نہین ویسی بادشاہی سے گدائی بہتر ہے کہ جسکی کامیابی مین تمام عمر سرگردان ہونا اور آفت جھیلنی

پڑے سے اگرچہ ہے یہہ دریا خزینہ گوہر + یہ نقد جان جو جاے تو رہ کنارے پر + نیاز نے کہا کہ سوائے مرد اہل ہمت کے جسنے عادت محنت کی ڈالی اور برداشت مصیبت کی سہی ہے کوئی مرتبہ عالی کو نہیں پہنچ سکتا سے رنج و غم کرتا ہے زیادہ آدمی کی قدر کو + قیمتی اوسوقت ہو جب خون جگر ہو لعل کا + سکہ داغ مصیبت جب تلک دلمیں نہیں + تب تلک جانے گا کیا وہ مرتبہ ہے مال کا + اکثر دیکھا ہے کہ جسنے آرام کیا آلام ناپایا اور جسنے آفت و مصیبت جھیلی راحت و مسرت پائی سے جو نہیں خار مصیبت سے ڈرے + وہ گل مقصود سے دامن بھرے ناز بولا کہ اے برادر عزیز مجرد دیکھنے لیسے نوشتہ کے کہ حقیقت جسکے رقم ور اقم کی معلوم نہ ہو خطرۂ عظیم میں ڈالنا اور فائدہ وہمی کی امید میں ہلاکت میں پڑنا دلیل جہالت ہی کسی عاقل نے بگمان تریاق زہر نہیں کھایا ہے اور کسی دانا نے پلاؤ خیالی سے شکم سیر نہیں کیا ہے نیاز نے کہا کہ ہوس کاہلی اور تن آسانی کی عاقبت کو ذلیل و خوار کرتی ہے اور وسیلہ سعی و کوشش کا دولت و عزت کو پہونچاتا ہے سے جسنے کی سستی و تن آسانی + غیر دیکھے نہ جز پریشانی + خوف سے دل میں جب ہر آسان ہو + ایک مشکل ہزار آسان ہو + صاحب بلند حوصلہ گوشہ اور توشہ پر صبر نہیں کرتا اور جبتک مرتبہ عالی کم نہیں پہونچتا

دم نہین لیتا سچ تو یہہ ہے کہ گل مقصد بغیر صدمہ خار کلفت نہین ملتا اور در وازہ
گنج بلا کلید رنج نہین کہلتا۔
نازنے کہا سچ ہے لیکن اوس راہ مین قدم مارنا کہ جسکا حد نہ ہو اور اوس دریا
مین تیرنا جسکا کنارہ نہ ہو عقلمندی سے کوسون بعید ہے لازم ہے کہ جو کام
شروع کرے قبل اوسکے انجام کو سونچے کر رنج بیہودہ نہ کھینچنا پڑی
۵ تا نہ کبھی تودہ پست و بلند + ہے اگر عاقل نرکھہ ہرگز قدم + اور شاید
یہہ خطے سبز کینے بطور تمسخر لکھا ہو یا اس نوشتہ کو احمقون کے طبل آزمائی
کے واسطے رقم کیا ہو اور کیا عجب ہے کہ اس چشمہ مین ایسا بہو نہ ہو کہ جس سے
تیر کر نکلنا دشوار ہو اور فرضاً محال اگر اوس سے بھی بیڑا پار ہو تو شیر
سنگین ایسا بھاری ہو کہ اوٹھہ نہ سکے اور اگر وہ بھی ہو تو ممکن نہین کہ
ایک حملہ مین سر کوہ تک پہنچ سکے اور حاصل کلام اگر یہہ سب کچھہ ہو تب
یہہ معلوم نہین کہ نتیجہ اسکا کیا صورت پکڑے ۔ مین ہرگز تیرا شریک
حال نہین اور تجکو بھی اس امر مین پیش قدمی کرنے سی منع کرتا ہون ۔
نیاز نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ تو ہمراہی نکر سکیگا اور مصیبت مین
مددگار نہ ہوگا خیر دور سے تماشا دیکہہ ۵ نہین ہے گر تجھے طاقت شراب
خواری کی + تو خیر دور سے مستونکا کچھہ تماشا دیکھہ + اور بعد اوسکے یہہ شعر
پڑہتا ہوا اوس چشمہ مین اوتر اے اتو غوطہ لب دریائے الم کھاتا ہون +

نقد جان دیتا ہون اور خواہ گہرانا ہون * نیاز نے سمجھا کہ یہہ چشمہ دریاے
بلا کا سامنا کرتا ہے - لیکن ہمت ہاتہہ سے نہ دی ایک چشم زدن مین
کنارے چشمہ کے جالگا دیکھا تو ایک شیر ببر کا کھڑا ہے اوسے کاندہے
پر رکھکر ایک حملہ مین سر کوہ تک جا پہونچا شیر کو کاندہے سے اوتار
دیا وہین شیر نے آواز دی شہر کے لوگ بالاے کوہ متوجہ ہوے
اور نیاز کو ہاتھون ہاتہہ لیے ہوے سریر سلطانی پر بٹھا دیا -
ناز نے جب دیکھا کہ ہمارا بھائی سریر سلطانی پر رونق افروز ہوا مارے
حسد کے تڑپ تڑپ کر مر گیا -
جب مین اس تماشاے عجیب و غریب سے فارغ ہوا اوس خضر رہا ہون
قدم ڈھونڈھنے لگا - لیکن اون کے کف پا کا نشان تک بھی نہ ملا مگر
زمین پر ایک پارہ حریر پڑا دیکھا جسپر چند سطرین ایسی باریک لکھین
تھین کہ سواے نکتہ بینون اور صاحب نظرون کے اوسے کوئی بھی
پڑہ نہین سکتا - لکھا تھا - کہ وہ کوہ منزل عالی تھا اور وے
دونون برادر مسافران سراے دنیا تھے - اور شیر سنگین
محبت تھی اور چشمہ خوف تھا - یعنی مسافران سراے دنیا سے
جو لوگ اہل ہمت و جویاے مرتبت ہین وہ نیاز کی صورت بلا اندیشہ
چشمہ خوف و خطر مین اپکو ڈالے اور شیر محنت و مصیبت کو

سرپر اوٹھا کر ایک حملہ مین کوہ منزل عالی کی چوٹی پر چڑھ جاوے
پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھے — یعنی مسرت ابد سے کامیاب
ہو —
اور ناز کی طرح ناز و نعمت مین زندگی بسر کرکے مال کار
پشیمانی نہ اوٹھاوے ؞

# عمرِ نوح

؎ کیا غم ہے جو برق آسا یہہ ہستی بشر ہے
کافی پئے صد خرمن جو دانہ شرر ہے

نہایت حسرت و تاسف کے ساتھہ پہلے ہم اپنے ناظرین کے اون حیرت آمیز و تعجب انگیز خیالون کو ظاہر کیا چاہتے ہین جو بر طبق ملاحظہ اِس شعرِ نو ایجاد کے جسکا اثر اون اعتقادونکو جنکی بنیاد مدت دراز سے اقوال شعرائے متقدمین و حکمائے سلف و حال کے لکہنے سے بتدریج مستحکم اور مضبوط ہوتی چلی آتی ہے یکایک متزلزل کردیا ہوگا ضرور منتشر ہوئے ہونگے اور جسکی شدت انتشار نے ضرور خانہ ادراک مین سخت ہل چل پیدا کیا ہوگا اور جسکی ہل چل نے دماغون مین گرمی

اور دلمین حرارت کا اثر بخشتا ہوگا اور جسکی حرارت و گرمی نے بیشک (کامن سنس) یعنے عام فہم کو یون جنبش دی ہوگی کہ شاید اسوقت مخاطب کے دماغ مین خون سودا جوش مارتا ہے یا خبطگی ہائل ہاہے کہ بتقاضائے بیجا اسی معجز نمائی کا ارادہ اور کرامات دکھلانے کا حوصلہ رکھتا ہے کیونکہ جو شے خود اظہر من الشمس ہے جو خود روز روشن کی طرح ہویدا ہے اوسمین کیا کوئی رہنمائی کرے۔ عیان راچہ بیان کوئی اگر ذرہ کو آفتاب کہے تو اسکا کیا علاج ہے اور قطرہ کو دریا بتلاوے تو اوسکی کیا دوا ہے یہ نیا خیال جسکی تعمیل کا مخاطب ارادہ رکھتا ہے اور جسکے ثابت کرنیکو مستعد ہوا ہے اثر اوسکا سوا اسکے اور کیا نتیجہ پیدا کر سکتا ہے کہ ایک عالم نقش دیوار خانہ ارژنگ چین بنا دے۔ جو شے کہ واقعی اور شدنی ہے۔ جو روزمرہ کی زندگی مین برروئے کار آتی ہے جسکا تجربہ ہر کہ و مہ کو گھڑی گھڑی پل پل چشم دید ہوتا ہے اوس سے سر گردانی محض وحشت ہے۔ شب کے بعد صبح اور صبح کے بعد شام کا ہونا ایسا واقع ہے کہ جسکے برخلاف تا قیامت ہو نہین سکتا۔ اوسیطرح یہہ مقولہ عام کہ زندگی بہت تہوڑی ہے ایک ایسا صحیح درست و غیر تبدیل اور واقعی ہے کہ جسکے انکار کا اقرار کوئی صاحب ہوش نہین کر سکتا۔ کیونکہ فی زمانہ اگر بلحاظ سیلاب مرگ مفاجات بہی (جس سے ہر وقت

دریائے عدم مین گرنے کا خطرہ رہتا ہے) صراط زندگانی برنگاہ
دوڑا ئین تو ادسکے ہزارون ٹوٹے اور مسمار محرابون مین سو محراب بھی
زیادہ درست اور مضبوط نہین پائینگے گو وے ہزارون محرابین بھی
کچھہ دن پیشتر اس سو سے زیادہ مستحکم نہین جسے حوادث انقلاب
عالم و سیلاب طوفان نے تیزی سے ایکبارگی پست و مسمار کردیا اور
جنکی از سر نو مرمت و درستگی کی تدبیرین قدرت بشری سے باہر گئین
تو پس جب ایسا حال ہے تو اس مقولہ عام کے برخلاف بحث کرنا کیسا
بے سروپا اور نے فروغ ہے - آج تک تو کسی نے شعرائے و حکمائے
و عقلائے متقدمین و حال سے سوائے مخاطب اپنی تجربات مین ایسا
کوئی نکتہ نہین لکھا کہ جس سے اس شکایت عام (یعنے زندگی بہت تہوڑی
ہے) کی ناراستی کا ذریعہ ہاتھہ آتا ہو اور نہ تو تمام انسان مین کوئی ایسا
دل والا زیست سے بیزار نظر پڑتا ہے جو اس نئے خیال کی حمایت
کا دم بہرتا ہو ہر فرد بشر اپنی کوتاہی عمر پر سر برانو و دست بگریبان ہے
اس عمر کوتاہ نے ہزارون آرزوئین خاکمین ملایا لاکھون ارمانون کو
قبرون مین دفن کیا اور لاکھون تمنا کو ہوا مین برباد کیا دگر ذرون
حسرتونکو آگ مین جلایا - کیا یہہ سب شعرا جنکے اشعار اس عام شکایت
کی جواز کے سند مین بالکل نے ثمر تھے جو ایک کے بعد دوسرے

اون کے اقوالون کو جلوہ دیتے گئے اور آجتک بھی وہی صورت مونظر ہے
کیا مخاطب ہی ایک انوکھا صاحب نظر و باریک بین ہے جسکو بہت دور کی
سوجھی جسکی بینائی کے آگے سارے اہل فضیلت کی بصیرت جھک مارتی
رہگئی ؎ حباب آسا اسیر اس بحر مین کیون کوئی ہو سرکش * ثبات
زندگانی کیا کہ وقفہ ہے کوئی دم کا درد ؎ کم فرصتی نے ہستی بے
اعتبار کی * شرمندہ تیرے آگی ہین اے شرر کیا * غافل ؎
جلوۂ برق کم نما ہین ہم * ہے جو ہستی بھی تو یہہ کیا ہین ہم * ظفر ؎
گرم جوشی جو ہے اس ہستی موہوم پہ ہے * اور فرصت ہمین مانند شرر
خاک نہین * شراب ؎ زندگی تھوڑی ہے کیا جانے کہ کب آوی
موت * حامی ؎ کہ علم آمد فراوان عمر کوتاہ * ؎ فرصت نہین
کہ غنچۂ منقار کھل سکے * ہون عندلیب کس چمن بے ثبات کا * کیا
یہہ اشعار بالکل غلط ہین خیر یہہ سب دروغ بے فروغ ہون لیکن کوئی
ایسا عمر دراز خضر کا دمساز بھی تو سا ہمنے اکر صورت دکھلاسے
کہ جسکی طولانی عمر نے عوج بن عنق کو بھی شرمندہ کیا ہو اور
ماوراے ان روزمرہ کے تجرباتون اور ایک عالم کی شکایتون اور
حامیان موصوف الذکر کے اقوالون کے برسے نظر ڈالکے بھی
ایک نہایت زبردست دلیل عقلی اس جادۂ مستقیم کی رہنما ہوتی ہے معلوم

جو بخشندہ رونق و بہشت گر لبی یون عقدہ کشا و نکتہ سہرا ہے کہ بلحاظ کثرت
کار دنیاوی و ہجوم تمناسے دلی خلق اللہ کو اس شکایت عام کا او ربھی زیادہ
استحقاق حاصل ہے - کیونکہ تمام آرزویون کی کامیابیان حسب اقتدار
وسعت وجود بڑے خواہ چھوٹے کامون پر ملحق ہین اور کل ادنے و اعلی
کا انصرام اصراف اوقات پر منحصر ہے اور اصراف اوقات زلف عمر کی
مقراض ہے - یعنے حصص اوقات عمر انسان کے اجزا ہین تو تلف
اوقات مین سوائے تضیع عمر روان اور کچھہ ملحوظ نہین تو کامون کی حیثیت
واقتدار کے وزن کرنے سے اکثر او نمین بعض ایسے اہم دشوار اور
پیچیدہ معلوم پڑتے ہین کہ جسکے سلجھانے اور انجام دینے کے لیے
اسقدر وقت نے اندازہ درکار ہے کہ جس سے عمر کب عمر کی کمر ٹوٹنے کا
خطرہ ہے ایسے ایسے دو ہی کام اسکے گلا دبانے کو کافی ہین اور
بعض تو ایسے ہین کہ جسکے سرانجام کو عمر نوح بھی مکتفی نہین ہوسکتی -
تو بس جائے غور ہے کہ جب ایک ہی دو کام مین اس عمر کا کام تمام
ہوتا ہے تو اور آرزویونکا کیا رونا ہے - لیکن ہمین حیرت و افسوس
یہہ ہے کہ خلق اللہ جس حسرت و تاسف کے ساتھہ ہدم سرد اپنی عمر کوتاہ
کی شکایت کرتی ہے جیسے نہایت عزیز سمجھہ کر اوسکی بالکل بعد و ہمیت
کو گوارا نہین کرتی اور جسکے تلف اور برباد ہونیکا اوسے غایت رنج

والم ہے شب و روز جسکے لئے جس زبان سے نالہ و فریاد کرتی ہے
پھر اوسی منہ سے اکثر اوقات اس عمر عزیز کے جلد گذرنے کی
دعا مانگتی ہے۔ سارا دن شام کی انتظاری اور رات اختر شماری
مین کاٹتی ہے ایک ایک گھڑی اوسی مہینا ایک ایک مہینا اوسی سال
اور ایک ایک سال قیامت ہوتا ہے۔ خلق اللہ حسب مطلب اپنے
وقت کی چند چیزون کی قدر کرتی ہے اور چند چیزون کو جو وے بھی
اوسی عمر عزیز کے حصے ہین بلا تامل اندیشے ایسی غفلت مین رائگان کھوتی ہے
کہ جیسے کوئی مسافر ویرانون اور جنگلون کو باُمید جلد پہونچنے اوس
خیالی منزل مقصود کے جہان اوسے آرام ملنیکا خیال ہی طے کرنیکے
لئے تیز روی مین ہوا سے باتین کرتا ہے یعنے اکثر وقت ہم زندگی کے
گذرنے کی ایسی تقاضاے شدید کرتے ہین کہ زندگی خود بھی باوجود
اس تیز پروازی کے تنگ اور بیزار ہو جاتی ہے مہاجن کوٹھی والے جنکی
صورت آمدنی آنکھین مدنظر ہے کہ وے سب مہینا اور سال کے
استقبال کو مدام سر راہ منتظر ہین شب و روز اس توسن عمر کے
پیچھے لگے رہتے ہین دم بھی راست کرنے نہین دیتے۔ و منتظران
روز وعدہ وصال جانان کے حق مین تو ہر روز روز محشر ہے
اور رات پہاڑ کی صورت چھاتی سے نہین ہلتی اور بقول دلشاد

قیدیون کا یہہ حال ہے ع اسیران قیدی و ہم بلائے بند ۔ کہین رہ کے سب زیر چرخ بلند ۔ خدایا یہہ میعاد جلدی کٹے ۔ کہ زندان سے ہمکو رہائی ملے ۔ غیر یہہ سب تو اون گروہون سے ہین کہ جنکا مدار عیش و عشرت دوران زمانہ آئندہ کے حصار مین ہے کہ جسکی طمع مین (بقول شخصے ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند) زمانہ موجود کی قدر نہین کرتے ہین ۔ لیکن ایسے گروہ بھی ہین کہ جو استعمال وقت کی ناوانستگی کے سبب سے بے شغلی کے پابند ہو کر اوقات سبکسیر کو جہول قدم تصور کرتے ہین بیشتر وقت اونپر ایسا گرانبار ہوتا ہے کہ گویا اون پر رات دن دیو سفید و سیاہ کی مانند مسلط رہتے ہین ۔ وقت کاٹنے کے لئے ہر لحظہ نئے نئے حیلے ڈہونڈتے ہین ۔ کبوتر بازی ۔ بٹیر بازی سیر و شکار ۔ پتنگ بازی ۔ چوپڑ و گنجفہ ۔ ناچ و رنگ ۔ قصہ کہانی چیستان و پہیلی وغیرہ کی شغلین رکہتے ہین ۔ اگر ہم وقت کے فرضی بیس حصے کرین تو اونیس حصے ان فرقون کے محض بے شغلی اور لاوبالی مین تلف ہوتے ہین نہ جسمین کوئی کام ہوتا ہے اور نہ آرام ملتا ہے ہنسی کا مقام ہے کہ ایکطرف بلا سوچے بوجہے یہہ شکایت کرتے ہین کہ زندگی بہت تہوڑی ہے اور ایکطرف اوسکے جلد گذرنی کی آرزو رکہتے ہین بلکہ اس نظر سے کہ بار خاطر نہو اودہر اودہر واہیات

کہیل و تماشے مین صرف کرتے ہین ہمارے دانستہ مین تو اس اجتماع ضدین
کا ہونا محال و غیر ممکن ہے — لیکن ان دو فرقون کے ماسوا ایک فرقہ ہے
کہ جنکی زبان اور دل سے حقیقتاً یہ شکایت درد آمیز نکلتا ہے جنکا جی گو ہر
عمر و تنگی وقت پر پیچ و تاب کرتا ہے شب و روز جنکی زندگی دنیاوی خواہ
دینی کامو نمین ہمہ تن مصروف رہتی ہے ایک لحظہ کی خاطر بھی جو بے شغلی
کے روادار نہین — جو ہمیشہ اسی خوف سے کہ زندگی بہت تہوڑی ہے
ایک ساعت بھی وقت کو رائگان نہین کھوتے — ایک لحظہ بھی عمر
کو لاسود برباد نہیں کرتے — مگر وے بھی باین نظر کہ تہوڑے کامو نمین
اونکی زندگی کا زیادہ حصہ صرف ہو جاتا ہے اور کثرت کام کا سلسلہ
جو ہجوم آرزو سے روز بروز زیادہ مسلسل ہوتا جاتا ہے ایک جز و
بھی منقطع معلوم نہین پڑتا اس شکایت عام کی حمایت کا دم بھرنے
لگتے ہین اور سخت گناہ کبیرہ کے ذمہ وار ہوتے ہین عموماً
ایک عالم اور خصوصاً اسی فرقہ سے مخاطب ہونے کا ہمارا ارادہ ہے
کیونکہ یہہ فرقہ وقت عزیز کی ہر جزو اور ریزون کی یکسان قدر و
منزلت کرتا ہے — اورون کی طرح نہ زمانہ موجودہ پر آیندہ
کو ترجیح دینا نہ بار خاطر تصور کرتا ہے — جاننا چاہیے کہ ایک عقدہ کے
کھولنے ایک الجھاؤ کے سلجھانے یا ایک کام کے انجام پانے مین

کثیر

کثیر حصہ زندگی کا صرف ہونے سے کوتاہی عمر ثابت نہین ہوتی ۔ بلکہ
صاف وصریح اس سے چُستی وتیزی کی کوتاہی یا اون اصولون اور قواعد
کی ناواقفیت جو مشکلون کے سہل کرنیکے خاص آلے ہین ظاہر ہوتی ہے
یا یون کہو کہ کام کرنے نہین جانتے ۔ سمجھنے کی بات ہے کہ اگر کوئی مسافر
مونگیر سے دہلی جو اوسکا منزل مقصود ہے جانیکا قصد کرے اور باوجود
جاری ہونے ریلوے کے جسکی نزدیک مونگیر اور دہلی گھر آنگن کا فاصلہ رکھتا ہے
با پیادگی اختیار کرے اور خشکی کی اوس راہ کو جسے لوگون نے بنظر زود
رسی کے ایجاد کیا ہو چھوڑکر ایک نئی راہ دشوار گذار پیچیدہ دیر رسان
پکڑے اور بجائے ایکدن یا ایک مہینے مین پہونچنے کے برسون ایڑیان رگڑتا
پھرے اور پھر یہ شکایت کرے کہ اُف دہلی بہت دور ہے تو یہ شکایت اوسکی کیسی غیر
واجب و ناروا ہوگی ۔
ناظرین ہم سچ کہتے ہین کہ ہمارے قبضہ قدرت واختیار مین اور ہمارے احاطہ
رسائی کے اندر کوئی شے ہے کہ جسکی وسیلے سے یہ عمر کوتاہ ہماری جو درحقیقت
کوتاہ ہے بہت دراز ہو سکتی ہے اور صراط زندگانی کے اون محرابونکو
جو طوفان نے تیزی کے صدمون سے نیم مسمار ہوکر بچے ہین ایسا مستحکم
اور وسیع کر سکتے ہین کہ وے سب اون ویران فاصلون کو جنکی ہزار دوان
محرابین مسمار کالعدم ہوگئی ہین معمور کردیوین گو محرابون کی شمار

بڑہ نہین سکتین ہے — لیکن کام وہی نکلیگا جو ادن ہزارون محرابونسے نکلتا تھا
اگرچہ بادی النظر مین ہمارے شائقون کو تا ہنوز حیرت دامنگیر ہوگی ہے
لیکن انشاءاللہ تعالے ہم چند قدم آگے بڑھکر اس عقدہ معما کو کھولتے ہین
قبل اسکے کہ ہم بر سر مطلب آئین اور اپنے مدعا کو بیان کرین اس مسئلہ
کو حل کرنا چاہتے ہین کہ درحقیقت کوتاہی عمر اور ترقی حیات کی کیا معنے ہین
نادان اور کم فہمون کے نزدیک جو (بقول جامی علیہ الرحمت ؎ کہ نادان
مردہ ست و داناست زندہ) جیتے جی مرے کے برابر ہین اون کے مرنے
کیا اور جینے سے کیا — طول عمر کے یہ معنے ہین کہ ہزارون سال تک
اس جسم خاکی مین قایم رہنا اور کوتاہی عمر کے یہہ معنی کہ سو برس کے
اندر وفات پانا — لیکن درحقیقت دانا اور بیدار مغزون کے
نزدیک یہہ معنی محض بے قدر اور حقیر ہین کچھہ وزن نہین
رکھتے اصل معنی یہہ ہین یعنے مفید خلایق اور بکار آمد کامونکا زیادہ
انجام پانا یا نہ پانا یعنے اگر دس برس مین ہزار سال کا کام (جسکی میعاد انجام
عام فہم نے ٹھہرائی ہو) انجام پاوے تو اوس دس برس کو ہزار سال تصور
کرنا چاہئے اوسیطرح اگر سیکڑون برس ایک یا دو کام مین صرف
ہوئے ہین تو اوس سیکڑون برس کی زندگی کو ایکدن کی زندگی سمجھنی
واجب ہے — فرض کیجئے کہ زید و عمر دو شخص ایکدن پیدا ہوئے اور حصہ

نابالغی کو طے کر ایک ہی دن دونون نے احاطہ بلوغت مین قدم رکھا اور مال و دولت کے تحصیل کی خواہش (کہ سب سے پہلے نئی مسافرونکی نظر اسی پر پڑتی ہے) ایک ہی دن دونونکو ہوئی: مگر زید نے جسکی عمر سو برس کی ہوا اپنی ساری عمر کی محنت و جانفشانی مین صرف ہزار روپیہ جمع کیا اور عمر جسکی وفات تیس برس مین ہوئی لاکھون روپیہ چھوڑ کر مر گیا -

یا ابو جہل و ابن دانش دونون ایک ہی ساتھ پڑہتے تھے -

ابن دانش ہر علم و فن سے ماہر ہو کر چند رسالے علم معقول و منقول کے لکھکر چالیس برس کی عمر مین اس جہان گذران سے چل بسا اور ابو جہل پچاس برس تک معلم کا سر کھاتا رہا - لیکن خط و کتابت مین چھوٹے بڑے کی تمیز نہوئی واحد و جمع کی شناخت نہ آئی اور آخر کو مر گیا تو فرمائیے زید و عمر و ابو جہل اور ابن دانش کی زندگیون مین کس کس کی زندگی زیادہ بکار آمد ہوئی - گو ان دونون فرقون کی ظاہری طول و کوتاہ عمر مین آسمان و زمین کا فرق ہے -

جا ہے غور ہے کہ وہ کون سی وجہ اور وہ کون سا سبب ہے کہ جو اس شکایت پر زبان اور دل کو آمادہ کرتا ہے کہ زندگی بہت تھوڑی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسباب کثرت کام کے انجام کا حوصلہ یا آرزو ہے - کیونکہ ہر ایک سے کہتے ہین کہ اگر زیادہ عمر سلف کی مانند

حاصل ہوتی تو دنیا مین بہت کام کرتے اور آرزؤنکے پورے ہونے کی
وجہ سے خوشیان (کہ محنت کی اجرت مسرت ہے) مناتے —
جب یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ زیادہ کام کے انجام پانے کی خواہش
اور اوسکے وسیلے سے عیش زندگی حاصل کرنے کی آرزو ہی عمر
کی ترقی چاہتی ہے اور کوتاہی عمر سے نالان و بیزار ہے تو کیون ہم
دیدہ و دانستہ شے غیر یافتنی کی تمنا مین شے موجودہ کو (جو درحقیقت
باقی مین اوس سے بھی زیادہ قدر و قیمت رکھتی ہے) گنواوین یعنے
کیون نہ ہم اون وسیلون کو ڈہونڈین اور اون ذریعون کو تلاش
کرین کہ جس سے زیادہ کام کا انجام ہونا (جو ایک گونہ ترقی عمر بلکہ اوس سے
بھی زیادہ فائدہ بخش ہے) بآسانی مدنظر ہے اور کیون ناحق اوس
آرزو کے پیچھے تباہ ہوئین اور اوسکے غم والم مین گھٹ گھٹ کر
مرین جسکا دستیاب ہونا کچھہ ادنی بات نہین — تو لیس اے ہمارے
ناظرین اب ہم قریب اپنے مطلب کا اظہار کرینگے اور اون وسیلون
اور ذریعون کو دکھلاوینگے کہ جس سے ساری یاس اور ناامیدی کا
غم غلط ہوگا اور یہہ شکایت جاتی رہے گی ذرا ہمہ تن چشم ہو کر ہمارے
مضامین ذیل کو ملاحظہ فرمائی اور سلسلہ خیال کو درہم وبرہم ہونے
نہ دیجئی — ناظرین اگر تعصبات دنیوی کو دلمین جگہہ نہ دو اور ہمت

نہ ہارو اور اپنے خطاب اشرف المخلوقات کو یاد کرو اور اسپر اعتقاد
رکھو کہ ہماری ترقی نے انتہا ہے ہماری رسائی بہت دور تک ہے
ہمارا دخل عرش معلے سے بھی پرے ہے تو آؤ ہم سب ملکر ابتدا سے
پیدائش عالم و عالمیان کی کنہ حقیقت کو سوچین اور اوس حی و توانا
قادر قدیر کی حکمت و قدرت کو مطالعہ کرین اور اوس لفظ کن
یا ہو جا کے تہہ کو پہوچین یعنے اسبات کا پتا لگاوین کہ وہ کونسی شے ہے
کہ جسکے زور نے لفظ کن اور ہو جا مین یہہ اثر بخشا کہ جنبش لب کے
ساتھہ ہی ساتھہ یہہ طلسمات عالم پردہ عدم سے جلوہ شہود مین جلوہ گر
ہوا اور یہہ بھی دیکہین کہ کیا ہم بھی اوس شے معزز و معظم کے کسی
جز سے بہرہ ور ہین یا نہین یعنے اوسکا تخم ہماری زمین سرشت مین
پایا جاتا ہے یا نہین — دریاے قدرت مین خوب غوطہ لگانے کے
بعد غواص فکر کو یہہ دُر نایاب ہاتہہ آتا ہے کہ وہ شے ایک قوت
اعظم ہے کہ جس سے اوسکی قدرت کاملہ کو آرزوون کے پورا
کرنے کا نے انتہا ملکہ حاصل ہے جسکا نام ہم اوس وقت تک نہین بتلا
سکتے ہین کہ جبتک ہم یہین سے اوٹے قدم اپنے گلستان ہستی مین
آئین اور گلچینی کرین یعنے اپنے قواے جسمانی اور روحانی کا امتحان
لیوین — دیکھنے مین آتا ہے کہ سواے عقل صائب اور فہم رسا کے

اور کوئی قوت ہم مین نہنین جو ہمین کارہ دشوار کے جلد انجام اور مشکلونکو
جلد آسان کرنے مین مدد دیوے گو ظاہرا ہمارا جسم بھی مشکلونمین ہماری
کمک کا بیڑا اوٹھاتا ہے لیکن تاہم اسکی قوت محض محدود ہے اور اسکی
قوت کو بھی باطن مین اوسیکا سہارا ہے جہانتک عقل و فہم کی رسائی ہوتی ہے
وہان تک ہر ایک مہم آسانی اور جلدی سے انجام پاتا ہے — انسان کے
نیچر (یعنے روحانی اور جسمانی بناوٹ اور قدرت) کو بغور لحاظ کرنیسے
یہہ بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے اسکو قریب اپنی صورت مین
پیدا کیا ہے اور کل اون ذاتی و صفاتی قدرتونکا تخم اسکی سرشت مین
بو دیا ہے کہ جس سے وہ خود معمور اور پُر ہے صرف فرق یہہ ہے
کہ وہ پورا ہے اور یہہ ادہورا بلکہ اوس سے بھی کم — توبس اس سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ وہی قوتین خدا مین درجہ کمال کو پہونچی ہوئی
ہین — تو جب اوس قادر مطلق نے صرف لفظ کن سے ایسی طلسمات
نیرنگ عالم کو چشم زدن سے کم عرصہ مین پیدا کیا تو انسان کیا اسقدر
بھی تیز دستی نہین دکھلا سکتا ہے کہ چند مشکلون کو (جو بالمقابلہ خلقت
عالم کے ذرہ بھی وجود نہین رکھتے) عمر بھر مین بھی آسان نکر سکے
— نہین ضرور کر سکتا ہے ورنہ عطیہ خداداد کی ہتک لیت جاتی ہے
مگر یہہ بھی یاد رہے کہ عقل کی وسعت اور رسائی غور و تامل پر موقوف ہے

اور غور و تامل کی جانفشانی بامداد علم بکار آمد ہو سکتی ہے - اب ہم بھی
لکھے بغیر رہ نہین سکتے کہ بغیر عقل و فہم و غور و تامل اور علم کے آجتک
بذات خدا یا بذات خلق خدا نہ کچھ ہوا ہے نہ ہوگا نہ ہوتا ہے پھر جتنی شئے
جو دیکھنے مین آتی ہین یا جنھین نگاہ ظاہری دیکھ نہین سکتے خواہ اوس
حکیم علیم کی قدرت کا نمونہ ہے یا خلق اللہ کی جولانی طبع کا نتیجہ ہے -
انسان اگر ان قوائے متذکرہ بالا کو کام مین لائے ہر کام مین ان سے مدد
کا خواستگار ہو اپنا رہنما اور ہادی سمجھے تو اسمین ذرہ شک نہین کہ وہ
فرشتون اور کر بیون پر (اگر ہون) سبقت لیجائے پھر کوئی مشکل
دشوار نظر نہ آوے زمین پر بیٹھے عالم بالا کی سیر کرے اور عرش معلے
کی ہوا کھلائے اشرف المخلوقات کے نام کو روشن کرے مردون کو
زندہ کرے ہوا مین اوڑے ان ہونی معجزات کر دکھلائے لفظ ناممکن
اور محال کا نام نہ لے اور ساتھہ ہی ساتھ ترقی عمر سے بھی مستفید ہو
یعنے اسی تھوڑی عمر مین ایسے ایسے کشف و کرامات کر دکھلائے کہ جسکا
نانی زمانہ قدیم مین باوجود ہونے عمر دراز کے بھی کسینے نہ دیکھا ہو
اور پھر اس شعر کے کہنے مین اس مثل (چھوٹا منہ بڑی بات) کا خیال
بھی نہ آئے ؎ وہ ہم ہین زندہ کہ ہین روشناس خلق اے خضر *
نہ تم کہ چور بنے عمر جاوداں کے لئے * پھر یہ شکایت کہ زندگی بہت

تہوڑی ہے ہرگز زبان پر نہ آوے اور غم والم جو باعث خیال کوتاہی
عمر کے مائل ہوتا ہے ہرگز منہ نہ دکھلاوے اور نہ وے شغلی جو وقت
کو بار خاطر کر دیتی ہے کبہی پاس بہٹکے اور نہ کامیابی آئندہ زمانہ موجودہ
کی بے قدریکا سبب ہو بلکہ مدام ہنسی اور خوشی کے ساتھہ زندگی بسر ہو
اور ساری عمر مین انجام یافتہ کامونکا اسقدر ڈہیر لگ جاوے کہ
جسے وقت موت دیکہکر ایسی آسودگی حاصل ہو کہ بقیہ آرزوے دلی
بالکل سہو ہو جاوین و عذاب موت و جانکندنی ہرگز نصیب نہ ہو
اب ہم یہان پر چند مثالین اون سہل اصول قواعد کی لکہتے ہین
جنہین انسان نے واسطے آسان کرنے مشکلون اور کامون کے
جلد انجام پانے کے خاص وجہہ سے ایجاد کیے ہین —
اوس سے ہمارے ناظرین اسبات کا اندازہ کر سکتے ہین کہ اسطرح
اگر ہر ایک کام مین عقل و فہم غور و فکر اور علم کو کام مین لایا کرین
تو کسقدر جلد تر مشکلین (جسپر زندگی کی ترقی انکی ہے اور طول عمر
بھی لا اسود حاقی ہے) حل ہو وین —
دیکہئے فی زمانہ اون لوگون کے درمیان جو وحشی صفت علم سے
عاری لق ودق جنگلون بیابانون اور کوہسار و نمین رہتے ہین پاسانی
جلد سفر طے کرنے کا وسیلہ اور پاسانی اسبابون کے منتقل کرنیکا

الہ سواے باؤن اور بدرے کے کچھہ نہین اگر اونہین سو دو سو کوس کا
فاصلہ طے کرنا پڑے تو ہمین شک نہین کہ قبل اسکے کہ وے اور
دوسرے کام میں ہاتہہ دیوین بہت کچھہ اونہین اپنی عمر کا حصہ
اس سفر مین صرف کرنا پڑے گا اوسیطرح اگر لاکھہ دو لاکھہ من جنس
اونہین منزلون کے فاصلہ پر بہجانا پڑے اور اوسکے ڈہونے کا
ایک آدمی ذمہ اوٹھاے تو اوسکے لئے عمر نوح بھی مکتفی نہین ہو سکتی
جبتک کہ اوسمین سیکڑون لوگونکی زندگی کا بہت کچھہ حصہ برباد نہووے
تبتک اوسکا منتقل ہونا نہایت دشوار ہے البتہ بیل کی گاڑیون
سے سفر کئے جاتے ہین اور اسباب کے انتقال کرنے مین بہت
آسانی مد نظر ہے۔ لیکن اس ریلوے نے تو انمشکلونکو ایسا
آسان کر دیا کہ جسکی صورت امید بھی آئینہ خیال مین منعکس نہ تھی۔
شیرین و فرہاد کے قصہ کی مطالعہ کرنے سے ہمین فرہاد کی زندگی
پر بڑا افسوس آتا ہے کہ اوس نے عقل و فہم کی مصلحت نہ لے کر
ساری اپنی عمر عزیز خالی کوہ کنی مین گنوادی اگر اسوقت مین کوئی شاہزادی
کوہ کنی پر وعدہ وصال حصر رکھے تو آج ایک لڑکا بھی اس مہم کو سر انجام
دینے اور اوسکے وصال کا دم بھرنے کو مستعد ہے فرہاد نے
تو صرف کوہ بے ستون کھہرا جانکندنی مرتے مرتے کاٹا تھا

اسوقت کے لوگون نے تو یہان بیسون پہاڑ و زمین کو سون تک بآسانی
سوراخ کر ڈالا۔ یہان والونکو دس ہزار برس اجناس تو لینے مین بہت کچھہ
جانفشانی نصیب ہوتی ہے اور زندگی کا بہت کچھہ حصہ وقف کرنا پڑتا بلکہ
لیکن فی زمانہ انگریزی انجنیرانین اس قابل ہین کہ ایک مراتب لاکھون من وزن کو
دو ایک کمزور لوگون کے سہارے پانچ منٹ کے عرصہ مین تول ڈالین
اسیطرح تار برقی۔ جہاز۔ چھاپہ۔ گیس وغیرہ کی ایجادین ہزار گونہ عمر کی
ترقی کرتی ہین اور یہہ بھی ملحوظ رہے کہ جب ہر وقت و ہر ساعت عقل
و فہم سے کام لینے کی عادت ہو جاتی ہے تو خود بخود اوس ہین نئی چیز و نئی
ایجاد کرنے اور کسی اصول کے نکالنے کا ایک نہایت عمدہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے
شروع مین البتہ اکثر مشکلو ہین فکر کی رسائی بدشواری ہوتی ہے
لیکن جب شمشیر فکر سے ہر وقت میدان خیال ہین کام لیا جاتا ہے تب
وہ برق ہو جاتی ہے اور مشکلون کی خوب کاٹ کرتی ہے حد درجہ یہہ
اسپنے مرد میدان غیر کی وقعت اور ہیبت کو اسقدر وسیع اور بلند کرتی ہے
کہ ایک جہان پر رعب اوسکا چہاجاتا ہے اور راوسکی عظمت ہر ایک کے دل
مین سلطنت کرتی ہے۔ لوگ اوسی اسپیشل مین یعنے خاص بندۂ خدا کے
نام سے نامزد کرتے ہین اور ہر امر کا تصفیہ اوسکے اقوال او رافعال کی
مشابہت پر حصر رکھتے ہین۔ تو بس اے ناظرینو ہماری ترقی عمر کے

کیا کیا عمدہ وسیلے موجود ہین جس سے عمر کی بڑہے اور خوشی کا
خوشی حاصل ہو سو دنیا بھی بنے اور دین بھی سنورے نام بھی ہو کام بھی ہو
تو اس حالت مین روز کی ترقی چاہنی کیسی خام عقلی ہے اور یہہ شکایت
کرنی کیانے سر دیا ہے کہ زندگی بہت تھوڑی ہے + + + +

تمام شد



از

رام پرشاد دلشاد

# مژدہ

چونکہ ممبران انجمن علم دوست واقع مونگیر نے بالفعل صرف علم ہی کو (جسکی عمدہ تاثیر کی وسعت جمیع دیگر وسائل دینی و دنیوی بہبودی ہند کو اپنے آغوش مین رکھنے کی قابلیت رکھتی ہے) بسکہ مفید بار آور اور زود اثر تصور کیا ہے اسلئے وے حتی الوسع جان و مال سے علم کی اشاعت کو مستعد ہوکر ایک فنڈ قایم کئے ہین — سرمایۂ اوسکا حسب انتظام مینجنگ کمیٹی متعلقہ فنڈ مذکور صرف علم کی اشاعت مین بطریق مناسب صرف ہوتا ہے بالفعل مینجنگ کمیٹی نے یہ تجویز کی ہے کہ اکثر بلالحاظ وقت معین کتب رسالے جس مین علم و عقل کی اشاعت ملحوظ ہو چھپ کر بلا قیمت تقسیم ہووے امید کہ بہی خواہان ہند حسب حوصلہ اپنے اس فنڈ و کمیٹی کی ترقی مین لطف و عنایات مبذول فرماوینگے —

جو قدردان بطور عطیہ و بخشش جو کچھ اس کمیٹی کو عطا فرماوینگے کمیٹی اوسے نہایت شکر و احسان کے ساتھ قبول کریگی —

شائقین بیرونجات کو صرف محصول ڈاک دینا ہوگا

بابو رام لعل صاحب
سکریٹری